تبصرے

تذکرہ روضۃ السلاطین جواہرالعجائب مع دیوان فخری ہروی تالیف محمد فخری ہروی بہ تصیح و تحشیہ سید حسام الدین راشدی ۔ ناشر : سندھی ادبی بورڈ حیدر آباد ۔

صفحات : ۷۸ + ۳۴۲ قیمت : ۲۰ روپے

فارسی شعراء کے یہ دونوں تذکرے سر زمین سندھ کے شہر ٹھٹھہ میں لکھے گئے ۔ پہلا تذکرہ یعنی روضۃ السلاطین ان امراء و سلاطین کا تذکرہ ہے جو شاعر تھے اور جواہرالعجائب خاتون شعراء کے حالات پر مشتمل ہے ۔ ان کا مصنف محمد فخری ہروی ہے جو ارغونوں کے عہد میں ہرات سے سندھ آیا اور یہیں آباد ہو گیا ۔

تاریخوں میں روضۃ السلاطین کے مصنف کے متعلق کوئی صحیح اطلاع موجود نہ تھی بلکہ اسے کسی اور شخص کی تصنیف قرار دیا گیا تھا اور اس کی وجہ صرف یہ تھی کہ اس تذکرہ کا نسخہ دستیاب نہ تھا ۔ سید حسام الدین راشدی کو اتفاق سے اس کا ایک نسخہ مل گیا جس کے مطالعہ سے معلوم ہوا کہ اس کا اصل مصنف شاہ حسین تکدری نہیں بلکہ فخری ہروی ہے ۔ اس کے بعد انھوں نے مختلف کتب خانوں سے اس کے بعض دوسرے نسخے حاصل کیے اور ان کی مدد سے موجودہ تذکرہ کی تصیح کی ۔

جیسا کہ مؤلف نے بیان کیا ہے مطالب کے لحاظ سے یہ تذکرہ بڑا قابل‌قدر ہے ۔ بعض سلاطین اور امرا کے کچھ حالات یہاں ملتے ہیں جو کسی اور جگہ دستیاب نہیں ۔ بعض ایسے سلاطین کا ذکر کیا گیا ہے جن کا حال کسی اور جگہ درج نہیں اور کئی ایسے بادشاہوں کے متعلق صرف اس تذکرے سے معلوم ہوتا ہے کہ انھوں نے شعر کہے ہیں ۔

جواہر العجائب جو خواتین شعراء کا تذکرہ ہے وہ بھی فخری ہروی کی تصنیف ہے اور روضۃ السلاطین کی طرح سندھ میں لکھا گیا ۔ مؤلف نے اس کے بھی مختلف نسخے حاصل کرکے اس کی تصحیح کی ہے ۔ فارسی ادب میں یہ پہلا تذکرہ ہے جو شاعر عورتوں کے لیے مختص ہے ۔

ابتدا میں مؤلف نے فخری ہروی کے حالات و آثار پر کافی مواد پوری تحقیق سے جمع کیا ہے ۔ اس کی تصنیفات کا مکمل تذکرہ و تفصیل مہیا کی گئی ہے ۔ ان دونوں تذکروں کے بعد مؤلف نے فخری ہروی کی ایک سو ایک غزلیں بھی محفوظ کر دی ہیں جو تحفۃالحبیب اور محک مرتضائی سے لی گئی ہیں ۔ اس کا دیوان ابھی تک دستیاب نہیں ہو سکا ۔

کتاب کا اہم ترین حصہ وہ تعلیقات ہیں (۱۸۳ - ۲۰۵) جن میں مؤلف نے بڑی محنت و کاوش سے بہت قابل قدر مواد جمع کر دیا ہے ۔ جہاں جہاں مصنف کتاب (یعنی فخری ہروی) سے واقعات کے بیان کرنے میں سہو ہوا ہے ، مؤلف نے مستند تاریخوں کے حوالے سے تعلیقات میں ان کی تصحیح کر دی ہے ۔ مثلاً دیکھیے صفحہ ۱۹۳ تعلیقات ، متعلق روضۃ السلاطین صفحہ ۱۳ ۔

اکثر جگہ مصنف نے انتہائی اختصار سے کام لیا تھا ۔ مؤلف نے تعلیقات میں کوشش کی ہے کہ اس کمی کو پورا کیا جائے ۔ مثلاً ہمایوں (صفحہ ۵۶ - ۵۷) کے ذکر میں متن میں صرف تین سطریں درج ہیں اور صرف دو رباعیاں نقل کی ہیں ۔ مؤلف نے تعلیقات میں (۲۳۵ - ۲۴۴) ہمایوں کے کلام کے نمونے مختلف ماخذوں سے پیش کر دیے ہیں تا کہ پڑھنے والوں کو اس کے کلام کی نوعیت کا صحیح اندازہ ہو سکے ۔

روضۃ السلاطین کے باب پنجم کا (صفحہ ۸۱) آغاز سلطان فیروز شاہ سے ہوتا ہے ۔ حاشیہ میں مؤلف نے لینن گراڈ کے نسخے کی مدد سے سلطان غیاث‌الدین بنگالہ کا ذکر بھی نقل کر دیا ہے جس کا ذکر بعض کے نزدیک خواجہ حافظ شیرازی نے ایک غزل میں کیا ہے ۔

مؤلف نے تعلیقات میں (صفحہ ۲۷۳) اس واقعہ پر بحث کی ہے اور ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ حافظ شیرازی نے جس غیاث الدین کا ذکر کیا ہے وہ بنگال کا نہیں بلکہ ایران ہی کا تھا ۔ اس دعوے کا دار و مدار ڈاکٹر قاسم غنی کی کتاب ”عصر حافظ“ پر ہے جہاں ڈاکٹر صاحب نے دعویٰ کیا ہے کہ حافظ کا ممدوح سلطان غیاث الدین محمد پسر بزرگ سلطان عمادالدین احمد بن امیر مبارزالدین محمد تھا ۔ مولانا شبلی نے اور ان کے تتبع میں ایڈورڈ براؤن نے اس کو بنگال کا سلطان غیاث الدین سمجھا ہے حالانکہ شبلی نے کہیں اپنا ماخذ بیان نہیں کیا اور شاید ان کو حافظ کے ایک شعر سے اشتباہ ہوا ہے جس میں بنگال کا ذکر تھا ۔ وغیرہ وغیرہ ۔

(بحث در آثار و افکار و احوال حافظ جلد اول ، طہران ۱۳۶۱ صفحہ ۴۲۱)

فاضل مؤلف نے اس کی تائید میں چند اور شواہد پیش کیے ہیں ۔

(۱) بنگالے کا حکمران سلطان غیاث الدین ۷۹۲ھ میں تخت نشین ہوتا ہے اور حافظ کی تاریخ وفات ۷۹۱ھ ہے ۔ اس لیے حافظ کا سلطان غیاث الدین بنگالہ کو غزل بھیجنا ممکن نہیں ۔

(۲) حافظ کی غزل میں بنگالے کا ذکر محض تجارتی تعلقات کی طرف اشارہ ہے اور ''قند فارس'' الھی اشیائے تجارت میں سے تھی ۔ مؤلف نے اس سلسلے میں دو اشعار بھی نقل کیے ہیں جن میں شکر اور قافلہ ہند کا تذکرہ موجود ہے ۔

(۳) تیسری شہادت یہ دی ہے کہ لینن گراڈ کے نسخے کے علاوہ سلطان غیاث الدین کا ذکر تذکرہ روضۃ السلاطین کے کسی اور نسخے میں موجود نہیں ۔

اس تمام استدلال میں چند شبہات ہیں جو ذیل میں پیش کرتا ہوں ۔

(۱) ڈاکٹر قاسم غنی کی رائے کے مطابق جس غیاث الدین کا ذکر حافظ نے کیا ہے وہ کرمان کا تھا بنگالے کا نہ تھا ۔ مگر جو شہادت ڈاکٹر صاحب نے پیش کی ہے اس کے مطابق کرمان کے حکمران کا نام سلطان غیاث الدین محمد تھا ، محض سلطان غیاث الدین نہ تھا ۔ حالانکہ حافظ کی غزل میں صرف سلطان غیاث‌الدین کا ذکر ہے ۔ حافظ نے قصائد ، قطعات یا غزلوں میں جہاں بھی اپنے ممدوحین کا ذکر کیا ہے وہاں ان کا پورا نام لیا ہے ۔ کیا وجہ ہے کہ یہاں حافظ نے سلطان غیاث الدین محمد کی بجائے صرف سلطان غیاث الدین کا ذکر کیا ہے جو بنگال کے حکمران یا شاہزادے کا نام تھا ؟

(۲) لفظ ''بنگالہ'' جو حافظ کے شعر میں موجود ہے اس کی تشریح ڈاکٹر عبدالغفور کے ایک مضمون (مندرجہ پارس) کے حوالے سے یوں کی گئی ہے کہ اس سے مراد محض وہ تجارتی تعلقات ہیں جو ایران اور ہند میں اس وقت تھے لیکن ایران کے تجارتی تعلقات تو سندھ ، بنگال اور ہندوستان کے کئی دوسرے علاقوں سے بھی تھے ۔ لفظ بنگالہ کے خصوصی استعمال کی تو یہ توجیہ نہیں ہو سکتی ۔ پھر جس شعر میں لفظ ''بنگالہ'' موجود ہے اس شعر کے پہلے مصرع میں لفظ ہند بھی موجود ہے ۔ چنانچہ ''ہند'' کی موجودگی میں ''بنگالہ'' کا ذکر محض ''ہند'' کو ظاہر کرنے کے لیے نہیں ہو سکتا ۔ اس میں ''بنگالہ'' کی خصوصیت ضرور ہے ۔

شکر شکن شوند ہمہ طوطیان ہند
زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ می رود

پھر ''قافلہ ہند'' اور ''شکر'' کے حوالوں سے یہ مسئلہ کسی طرح بھی حل نہیں ہوتا ۔

مندرجہ بالا شعر کے دوسرے مصرع میں ''قند پارسی'' سے مراد کیا واقعی ''قند'' ہے جس کو فاضل مؤلف نے ''قند فارس'' (قند فارسی نہیں) کا نام دے کر ''شکر'' کے طور پر پیش کیا ہے ؟ حافظ کے شعر میں ''قند پارسی'' سے مراد

کسی طرح بھی ''قند'' نہیں بلکہ اشعار ہیں ۔

(۳) اس غزل کا ایک شعر ہے :

طے مکان ببیں و زمان در سلوک شعر
کاین طفل یکشبہ رہ یکسالہ می رود

اس شعر میں ''طفل یک شبہ'' اور ''رہ یک سالہ'' کی ترکیبیں غور طلب ہیں ۔ اگر ڈاکٹر قاسم غنی کی روایت تسلیم کر لی جائے اور سلطان غیاث الدین کو کرمان کا حکمران ہی سمجھ لیا جائے تو کیا شیراز سے کرمان پہنچنے کے لیے ایک سال کی مدت چاہیے ؟

یہ چند اقتباسات ہیں جو بادی النظر میں سامنے آ گئے ۔ ان کا فیصلہ محققین کا کام ہے ۔

انوار مجددی مؤلفہ جناب یوسف سلیم چشتی عشرت پبلشنگ ہاؤس لاہور صفحات ۳۸۴ ۔ قیمت ۴ روپے

پروفیسر سلیم چشتی صاحب نے شیخ احمد سرہندی مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ کے چند مکتوبات کا خلاصہ پیش کیا ہے ۔ ابتدا میں مجدد صاحب کی زندگی کے حالات درج ہیں ۔ لیکن معلوم ہوتا ہے اس کتاب کی تحریر کا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ مجدد صاحب نے وحدت وجود کے خلاف جو کچھ لکھا تھا بعد میں انھوں نے اس سے رجوع کر لیا تھا ۔ اس دعوے کے ثبوت میں فاضل مترجم نے بعض بلاواسطہ دلائل دینے کی ضرور کوشش کی ہے لیکن وہ یہ ثابت نہیں کر سکے کہ واقعی مجدد صاحب نے وحدت وجود کی مخالفت ترک کر دی تھی اور اُس مسلک کے حامی ہو گئے تھے جو شیخ اکبر نے مثلاً فصوص الحکم میں پیش کیا ہے جس کے فص نوحیہ میں شرک کی واضح حمایت کی گئی ہے ۔ مجدد صاحب کے مکتوبات اس معاملے میں بالکل واضح ہیں اور ان کی تمام اجتہادی کوشش کا محور یہی تھا کہ ہر وہ تحریک جو دین میں رخنہ ڈال سکے ختم کر دی جائے ۔ ایک طرف فاضل مترجم نے اکبر کو ''اکبر مرتد'' لکھنے پر زور دیا ہے اور اپنے اس جوش میں اعتدال کی حدود سے تجاوز کر گئے ہیں تو دوسری طرف اس تحریک کی حمایت بھی کرتے ہیں جس کے زیر اثر اکبر اور دوسرے لوگ اسلام کے اخلاق ضابطوں سے رو گردانی کرنے پر مجبور ہوتے ہیں ۔

مندرجہ ذیل کتب وصول ہوئیں :

(۱) الہامی پیش گوئیاں مؤلفہ سعید بن وحید دیندار انجمن کراچی ۔

(۲) اسلام کی نشاۃ ثانیہ : کرنے کا اصل کام ، مؤلفہ جناب اسرار احمد شائع کردہ ادارہ اشاعۃ الاسلامیہ لاہور ۔ قیمت ایک روپیہ ۔